روزنامہ **الفضل** ربوہ
فون: ۴۴۹
(ایڈیٹر) نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | جمعرات ۲ نبوت ۱۳۶۸ ہش ۲ نومبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۴۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا سے دوستی کا تعلق

"جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کا تعلق قائم نہ ہو اس وقت تک وہ اس کی آواز پر لبیک نہیں کہتا۔ آواز پر لبیک کہنے میں خدا سے گہرے رشتے ہونے ضروری ہیں۔"

ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ
(الفضل ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء)

ربوہ میں 2 دو مقامات سے پولیس نے کلمہ طیبہ مٹادیا

ربوہ (یکم نومبر) کل مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو اے سی چنیوٹ جناب ڈاکٹر محمد امجد ثاقب اور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ جناب سرور حسین کاظمی صاحب کے حکم پر ربوہ میں دو مقامات سے کلمہ طیبہ مٹانے کا "عظیم کارنامہ" سرانجام دیا گیا۔

رات تقریباً دس بجے انچارج پولیس چوکی ربوہ جناب چوہدری منیر احمد صاحب ایس آئی پولیس کی نفری لے کر کلمہ طیبہ مٹانے کیلئے بیت الذکر دارالنصر شرقی تشریف لائے۔ جہاں کلمہ طیبہ تحریر تھا۔

پولیس اس مہم کو سر کرنے کیلئے پوری تیاری کے ساتھ آئی تھی اور لکڑی کی سیڑھی اور ایک ڈبہ جس میں چونا تیار کیا گیا تھا اور کوچی ساتھ لے کر آئی۔ اس اثناء میں پولیس کی آمد اور ان کے ارادوں کی خبر پھیل جانے کی وجہ سے محلہ میں آباد احباب بڑی تعداد میں بیت الذکر اور اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ ان احباب میں بوڑھے نوجوان اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی شامل تھے۔ محلہ میں رہنے والے ان احباب نے پولیس کے افراد اور انچارج چوکی پولیس کو بار بار کلمہ طیبہ نہ مٹانے کی استدعا کی۔ انہوں نے بصد منت درخواست کی کہ مسلمانوں کے ہاتھوں خدائے بزرگ و برتر اور خدا کے محبوب اور رسولوں کے سرتاج خاتم المرسلین محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی کو مٹانے سے اجتناب کریں۔ لیکن پولیس نے اُن کی بار بار کی درخواستوں پر کوئی توجہ نہ دی اور بے شمار بوڑھوں بچوں اور نوجوانوں کی اپنے خدائے قادر و مقتدر کے حضور دعاؤں اور آہ و بکا کے شور میں ربوہ پولیس

باقی ص۷ پر

کرنل ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کی صحتیابی کیلئے خصوصی درخواست دعا

محترم کرنل ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کئی روز سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس مخلص خادم سلسلہ اور نافع الناس وجود کی جلد اور کامل صحتیابی کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

قومی اسمبلی نے وزیراعظم بے نظیر بھٹو کے خلاف تحریکِ عدم اعتماد مسترد کردی۔ تحریک کے حق میں صرف ۱۰۷ ووٹ آئے جبکہ اس تحریک کو پاس کرنے کیلئے ۱۱۹ ووٹ درکار تھے۔ وزیراعظم نے تحریک مسترد ہونے کے بعد ایوان کا شکریہ ادا کیا۔

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کا جسدِ خاکی بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا

نمازِ جنازہ محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر ضلع فیصل آباد نے پڑھائی

اہلِ ربوہ اور اطراف سے آئے ہوئے احباب کی کثیر تعداد میں شرکت

ربوہ - (یکم نومبر): سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جید عالم، سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ اور مفتی سلسلہ حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کا جسدِ خاکی آج دن کے گیارہ بجے یہاں بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ حضرت ملک صاحب کی نمازِ جنازہ صدر انجمن احمدیہ کے شرقی گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگ محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر امیر ضلع جماعتہائے احمدیہ فیصل آباد نے پڑھائی۔ نمازِ جنازہ میں ربوہ کی بہت بڑی تعداد کے علاوہ اطراف کے کئی اضلاع سے آئے ہوئے احباب بھی شامل ہوئے نمازِ جنازہ کے بعد سینکڑوں احباب نے بڑی ترتیب اور نظم وضبط کے ساتھ حضرت ملک صاحب کے چہرہ کا آخری دیدار کیا۔ جس کے بعد جنازہ بہشتی مقبرہ لے جایا گیا۔ جہاں پر بزرگانِ سلسلہ کے لئے مخصوص ایک خاص قطعہ میں باجازت حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ تدفین عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے کے بعد محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر نے دعا کرائی۔

بیماری اور وفات

حضرت ملک صاحب کو ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو دل کا حملہ ہوا۔ آپ ایڈمنٹن کینیڈا میں اپنے صاحبزادے مکرم ہشام قمر ملک صاحب کے پاس مقیم تھے۔ فوری طور پر انہیں ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں کچھ وقت کے بعد دل کا دوسرا حملہ ہوا اور ۲۵ اکتوبر کو کینیڈا کے وقت کے مطابق صبح دو بجے ہسپتال میں حضرت ملک صاحب کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر کے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئی۔ جمعہ کے روز ان کی نمازِ جنازہ ایڈمنٹن میں ادا کی گئی جہاں کیلگری، سسکاٹون، وینکوور سے آئے ہوئے احباب نے مکرم مبارک احمد نذیر صاحب مربی سلسلہ کی اقتداء میں نمازِ جنازہ ادا کی۔ ۲۸ اکتوبر کو جنازہ ٹورانٹو لایا گیا۔ جہاں مکرم نسیم مہدی صاحب مربی انچارج کینیڈا نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اتوار کو جنازہ بذریعہ پی آئی اے کینیڈا سے روانہ ہوا اور ۳۱ اکتوبر کو کراچی اور کراچی سے فیصل آباد لایا گیا۔ جہاں جماعت کے افراد جنازہ لے کر مرکز سلسلہ رات دس بجے کے قریب آگئے۔ جنازہ دارالضیافت میں رکھا گیا۔ اگلے دن یعنی یکم نومبر ۱۹۸۹ء کو صبح دس بجے نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

حضرت ملک صاحب نے اپنے پیچھے اپنی بیوہ محترمہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ سابق ایڈیٹر مصباح کے علاوہ تین بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کو اپنے قربِ خاص میں جگہ دے اور ان کے درجات کو ہر آن بڑھاتا چلا جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲ نبوت ۱۳۶۸ ہش — ۲ نومبر ۱۹۸۹ء

مُلک سیف الرحمٰن

حضرت مُلک سیف الرحمٰن صاحب اپنی طبعی عمر گزار کر ہم سے جُدا ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو ہمیشہ بلند فرماتا رہے۔ اور آپ کی اولاد در اولاد کو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خدمتِ دین کے قابل قدر مواقع مہیّا فرمائے۔ اور ہم سب کو اس بات کی توفیق دے کہ ہم ان کی نیکیوں کا تذکرہ کرتے رہیں اور انہیں اپناتے ہوئے اپنے لئے بھی ثواب کی راہیں ہموار کریں اور محترم مُلک صاحب کے بھی درجات کی بلندی کا باعث بنیں۔

اگرچہ مُلک صاحب ہم سے جُدا ہو گئے ہیں لیکن احمدیت کی تاریخ میں انکی ایک ایسی زندگی کا آغاز ہو گیا ہے جو ہمیشہ اپنی تابندگی سے دوسروں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیتی رہے گی۔ اور اس ورلی زندگی کے برخلاف بوڑھا ہونے کی بجائے ہمیشہ جوان ہوتی رہے گی۔ آپ ہماری تاریخ کا ایک ایسا حصّہ بن گئے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے انمٹ ہے اور جو ہمیشہ کیلئے اس کے اوراق کو رونق بخشے گا

آپ بہت بعد میں آئے اور بہتوں سے آگے نکل گئے۔ اور اس آگے نکلنے میں اس جوہر شناس شخصیّت کا ہاتھ تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ دینی و دنیوی علوم سے پُر کیا جائے گا اور جلد جلد بڑھے گا۔ ہمارا مطلب ہے حضرت فضل عمر۔ حضور نے اس جوہر کو دیکھا اور جلا بخشی۔ اس ہیرے کو اٹھایا اور تراش کر بے بدل بنا دیا۔ محترم مُلک صاحب کی اپنی صلاحیّت اپنی جگہ پر لیکن حضرت فضل عمر نے انہیں ملک کے مختلف حصوں میں بھیج کر جو تعلیم دلوائی اس نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔

آپ تقریبًا پچاس سال تک جماعت کے فقہی مسائل کو سُلجھاتے رہے اور اس سلسلہ میں یہ بات زبان زد عام ہے کہ آپ کی سمجھ بوجھ اور آپ کا اظہار خیال اتنے متوازن تھے کہ بائنڈ و شائنڈ۔ اس کے علاوہ جامعہ احمدیہ کیلئے آپکی خدمات کا تعارف وہ مربّی ہیں جو دنیا بھر میں احمدیت کی خدمت میں مصروف ہیں۔

اس مختصر سے کالم میں آپ کی خوبیوں کا ذکر تو کیا ہوگا۔ صرف دعا کی غرض سے یہ چند سطور احاطۂ تحریر میں لائی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ محترم مُلک صاحب کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ آپ کے درجات بلند کرتا رہے اور ہمیں ان کی نیکیوں کے تسلسل کی توفیق دے۔

ہو جائے اگر آپ کا دِل اور زباں ایک
مِل جائے ہر اک بات کو فِطرت کا سہارا
ہر رُوح کی پاتال محبت کی امیں ہو
ہو جذبۂ نفرت نہ کسی کو بھی گوارا

ابوالاقبال

ہر مصیبت سے مرے وارے نیارے ہوگئے
اس ڈگر سے جو ہٹے وہ بے وقارے ہوگئے

ہم نے سمجھا پیش قدمی کا ہمیں اعزاز ہے
وہ پتہ چلنے سے بھی پہلے ہمارے ہوگئے

اس نِگہ نے میری آنکھوں کو عطا کی وہ چمک
مَیں نے جن ذرّوں کو دیکھا وہ ستارے ہوگئے

اس نے لے کر اپنی چٹکی میں کیا یہ معجزہ
بے سہارے، بے سہاروں کے سہارے ہوگئے

دیکھتے ہی دیکھتے ہر اک کنارہ غرق تھا
دیکھتے ہی دیکھتے طوفاں کنارے ہوگئے

دل کی کیفیت بدل دیتی ہے اشکوں کا مزاج
شبنمی ٹھنڈک سے بدلے اور شرارے ہوگئے

اُنکی خاموشی کا ہر لمحہ دھماکہ خیز تھا
میری بھی آہ و فغاں سے کچھ اشارے ہوگئے

ہم سے پہلوں نے بہت کچھ جھیل کر اُف تک نہ کی
اہلِ دل، اہلِ نظر کے یوں دُلارے ہوگئے

دُشمنوں کے تیر ہم پر پھول برساتے رہے
دوستوں کے طنز اپنے دل پہ آرے ہوگئے

کِس سے تم نے پیار کی پینگیں بڑھالی ہیں نسیم
کِس کے دِل میں گھر کیا ہے کِس کے پیارے ہوگئے

نسیم سیفی

"ہم دنیوی شغلوں سے بھی منع نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں کہتے کہ دن رات دنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں میں منہمک ہوکر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دنیا ہی سے بھر دو۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہنچاتا ہے۔"
(ارشاد حضرت بانی سلسلہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔سین

فلسطین

حالات بدلتے ہیں تو انکے ساتھ ساتھ خیالات بھی بدلتے ہیں۔ یہ بات نہ صرف افراد میں دیکھی جانے والی ہے۔ بلکہ ممالک میں اور بین المملکتی حالات میں بھی یہی صورت ہے۔ ایک وقت تھا کہ تنظیم آزادیِ فلسطین اور اسرائیل کا ایک ساتھ نام بھی نہیں لیا جا سکتا تھا۔ پھر حالات بدلنے لگے۔ کسی نہ کسی رنگ میں دونوں کا اکٹھا ذکر ہونے لگا۔ پھر فلسطین کی بیرونِ فلسطین ہی سہی ریاست قائم ہوگئی۔ اور یاسر عرفات اس کے صدر منتخب کر لئے گئے۔ غزہ پٹی اور مغربی کنارے پر فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کی آپس میں کشمکش شروع ہوئی۔ اس کا نام انتفادہ رکھا گیا۔ دونوں طرف اپنی اپنی جگہ پر زِچ ہونے لگے۔ فلسطینیوں نے ایسی قربانی دینے کا فیصلہ کر لیا۔ کہ جو ان کی آزادی پر منتج ہوگی۔ اسرائیلیوں نے فیصلہ تو یہی کیا کہ ایسا نہیں ہونے دیا جائے گا۔ لیکن جب مزاحمت کو بڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو ان علاقوں میں انتخابات کروانے کی تجویز پیش کی گئی۔ یاسر عرفات یہ تو چاہتے ہیں کہ انتخابات ہو جائیں لیکن ان کا مطالبہ ہے کہ پہلے اسرائیلی فوج کو وہاں سے نکالا جائے۔ اور پھر انتخابات اقوام متحدہ کی نگرانی میں کروائے جائیں۔ یہ بات اسرائیلیوں کو پسند نہیں آتی۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کی فوج بھی موجود رہے اور وہ انتخابات بھی خود کروائیں۔ لیکن بہر حال یہ بات کس حد تک آگے بڑھ رہی ہے۔ اور یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ اب فلسطین کے صدر یاسر عرفات اور اسرائیل کے درمیان شائد کسی وقت کسی رنگ میں کوئی گفتگو ہو۔ اس معاملے میں مصر کے صدر بھی بڑا اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ مصر نے اسرائیلی وزیر دفاع یزک رابین کو دعوت دی ہے کہ وہ مصر آئیں اور وہاں پر فلسطینیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان گفتگو کا انتظام کر دیا جائے۔ ان کا خیال ہے کہ اگر ایسا کیا جائے تو مشرق وسطیٰ میں امن کے قیام میں مدد مل سکے گی۔ مصر کے وزیر خارجہ عصمت عبد المجید نے کہا ہے امید ہے کہ اسرائیل اور فلسطینی آپس میں گفتگو کرنے کیلئے تیار ہو جائیں گے اور مصر اس بات کو خوش آمدید کہے گا۔ جہاں تک مقبوضہ یروشلم کا تعلق ہے۔ وہاں یہ کہا گیا ہے کہ لیبر پارٹی کے مرکزی کردار ادا کرنے والے رابین عنقریب قاہرہ جائیں گے، اور ان کا بنیادی مقصد یہ ہوگا کہ فلسطین اور اسرائیل کے درمیان صلح کا کوئی موقعہ پیدا کیا جائے۔ تمام عرب ممالک میں سے مصر ایک ایسا ملک ہے جس نے اسرائیل کے ساتھ امن پسندی کے معاہدے پر دستخط کئے ہوئے ہیں، اور یہی ایک ملک ہے جو سب سے زیادہ کوشش کر رہا ہے۔ کہ اسرائیلیوں نے انتخابات کی جو تجویز پیش کی ہے جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے۔ غزہ پٹی اور مغربی کنارے پر یہ کامیابی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیں۔ اور اس سلسلے میں مصر نے دس تجاویز کا ایک پروگرام پیش کیا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اسرائیل کے چار بڑے لیڈر ان تجاویز کو ماننے کے لئے تیار نہیں، اسرائیل کے وزیر اعظم ان تجاویز کی منظوری میں تاخیر کر رہے ہیں۔ جب کہ مصر کو اس بات کا اصرار ہے کہ یہ تجاویز مان لی جائیں۔ تو فلسطین اور اسرائیل کے درمیان صلح کی ایک اچھی بنیاد قائم ہو سکتی ہے۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ فلسطین کے نمائندے کون منتخب کرے گا تو انہوں نے کہا کہ مصر کو اس بات کا کوئی اختیار نہیں ہے کہ وہ فلسطین کے نمائندے مقرر کرے۔

اُتر پردیش میں اردو

یہ خبر نہایت خوش آئند ہے کہ ہندوستان میں اتر پردیش کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اردو کو دوسری زبان کے طور پر مانا جائے یہ فیصلہ لکھنؤ میں کابینہ کے ایک اجلاس میں کیا گیا۔ اخباری نمائندوں سے بات کرتے ہوئے ریاست کے وزیر اعلیٰ مسٹر این ڈی تیواری نے کہا کہ اگلے سیشن میں اردو کے متعلق بل پیش کیا جائے گا۔ یہ سیشن ۲۵، ستمبر کو شروع ہونے والا ہے۔

آج ایک زبان جو بولی جاتی ہے۔ لکھی جاتی ہے پڑھی جاتی ہے اور جو ادب کے لحاظ سے ایک بہت بڑا ذخیرہ اپنے دامن میں رکھتی ہے۔ اسے کب تک دبایا جا سکتا ہے اور کہاں کہاں دبایا جا سکتا ہے۔ اگر حکومت ایسی زبان کو آگے نہ آنے دے تو یقیناً لوگ کسی نہ کسی وقت اسے مجبور کر دیں گے کہ وہ اس زبان کو مانے اور حکومتی سطح پر اسکی ترویج کا انتظام کرے۔ اردو کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہے۔

سلطان کی بیٹی کی شادی

ہر رسم و رواج کی بات ہے۔ ۳۹ سالہ عورت نے ۴۰ سالہ مرد سے شادی کی ہے۔ کہانی یہ ہے کہ یہ عورت سلطان صلاح الدین آف سیلانگور SELANGOR ملائشیا کی بیٹی ہیں۔ اور جس شخص سے شادی کی ہے وہ اس ریاست کے چیف منسٹر ہیں۔ تان سری محمد طائب ہیں شادی چھپ چھپا کر کی ہے۔ عورت کا نام پرنس پتری زہاریا ہے۔ اور اس شادی نے جو چھپ چھپا کر کی گئی ہے یا سمجھا جاتا ہے کہ کی گئی ہے۔ اپنی قوم کو سیاسی بحران میں ڈال دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ جولائی ۸۷ میں یہ دونوں گھر سے بھاگ گئے تھے۔ اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ ان دونوں نے ملائشیا کی مشرقی ریاست کیلانا تن KELANATAN میں کسی جگہ شادی کی ہے یا ہو سکتا ہے۔ تھائی لینڈ میں جا کر شادی کی ہو۔ سلطان صلاح الدین نے کہا ہے میں تان سری محمد کو کبھی معاف نہیں کرونگا۔ اس نے چھپ چھپا کر میری بیٹی سے شادی کر لی ہے۔ اگر اسکے والدین نے مجھ سے رحم کی اپیل کی تو میں ہرگز قبول نہیں کرونگا۔ بلکہ میں فی الحال ان میں سے کسی کے ساتھ ملاقات بھی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کیونکہ مجھ پر اس وقت غصہ غالب ہے۔

کہتے ہیں کہ اگرچہ وزراء میں اور سلطان میں اختلافات تو دیکھنے میں آتے رہے ہیں لیکن یہ پہلا موقع ہے کہ اختلاف کی وجوہات ذاتی ہیں۔ ملائشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد جو بلغراد کی غیر وابستہ تحریک کی کانفرنس سے واپس تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں اس معاملے کو سلجھانے کی کوشش کروں گا۔

یو۔کے۔مشن

احمدیہ بلیٹن مئی اور جون ۱۹۸۹ء میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق ۸، مارچ کو ۷، اساتذہ کا ایک گروپ بیت الحمد دیکھنے اور دینی موضوعات اور گفتگو کرنے آیا۔ ان اساتذہ میں ایک پاکستانی بھی تھے۔ دوسرے اساتذہ کے بیت الحمد پہنچنے سے کچھ وقت پہلے پاکستانی استاد تشریف لائے، اور احمدیہ عقائد کے متعلق بہت سے سوالات پوچھے۔ یہ سوالات زیادہ تر ختم نبوت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق تھے۔ مکرم سعید انور صاحب (جو بریڈ فورڈ جماعت کے صدر ہیں) نے اساتذہ سے خطاب کیا اور دین حق کی بہت سی باتوں سے اُنہیں آگاہ کیا۔ اساتذہ کرام نے احمدیہ عقائد اور دیگر عقائد کا مقابلہ کرتے ہوئے کئی سوال پیش کئے۔ صد سالہ جشن تشکر کے متعلق بھی انہوں نے بعض باتیں دریافت کیں، جب انہیں سائیکل میراتھان دوڑ کے متعلق وضاحت کی تو انہوں نے از خود اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ بھی اس کارِ خیر میں حصہ لینا چاہتے ہیں، در اصل اس میراتھان سے جو روپیہ جمع کرنے کا ارادہ تھا وہ ساری کی ساری رقم حاجت مندوں کیلئے تھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقریباً ۱ ۱/۲ گھنٹے تک اساتذہ کرام بیت الحمد میں رہے اور نہایت خوشگوار فضا میں باتیں کیں۔ پاکستانی استاد نے وعدہ کیا کہ وہ پھر بھی کسی وقت ملاقات کیلئے آئیں گے۔

سائنسی فریب

گپتا

گذشتہ اپریل میں آسٹریلیا کے ماہر ارضیات ڈاکٹر جان ٹیلنٹ (DR. JOHN TALENT) کے ان الزامات نے پوری سائنسی دنیا میں شور بپا کر دیا تھا کہ بھارت کی چنڈی گڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر وی۔ جے گپتا نے ہمالیہ سے ملنے والے حجری ڈھانچوں کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا ہے اور وہ ۲۵ سال سے اپنی تحقیق کے بارے میں سائنسی دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں، ظاہر ہے کہ پروفیسر گپتا نے اس پر احتجاج کیا ہے۔

ڈاکٹر ٹیلنٹ کا خیال ہے کہ وہ حجری ڈھانچے جن کے بارے میں ڈاکٹر گپتا کا دعویٰ ہے کہ انہیں بھوٹان کشمیر اور نیپال میں ہمالیہ کے پہاڑوں کی چٹانوں میں ملے دراصل شمالی افریقہ اور امریکہ جیسی ہزاروں میل دور جگہوں سے حجری ڈھانچوں کے کاروباریوں سے یا شاید ایسی دکانوں سے خریدے گئے جہاں تحفے تحائف کی مختلف اشیاء بیچی جاتی ہیں۔ پروفیسر گپتا کی ان دریافت شدہ اشیاء کے بارے میں ڈاکٹر ٹیلنٹ کا کہنا ہے کہ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے دورِ حاضر میں رائنوز برازیل میں یا پھر کنگرو بھارت میں پائے جائیں۔ بہت سے دوسرے ماہر ارضیات نے پروفیسر گپتا کی پیش کردہ شہادت کو اپنے نظریات کا حصّہ بنایا ہے۔ اگر یہ الزامات ٹھیک ہیں تو ہمالیہ کی پندرہ لاکھ سالہ پرانی تاریخ پر نظرثانی کی ضرورت پیش آئے گی، لیکن اس ہفتے میں "نیچر" نامی جریدے میں پروفیسر گپتا نے اپنے کام کے مستند ہونے کا دفاع کیا ہے۔ اور ڈاکٹر ٹیلنٹ کو جوابی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر ٹیلنٹ کا یہ بیان کہ پروفیسر گپتا تمام لوگوں کو تمام وقت کے لئے بیوقوف بنانے میں کامیاب ہو گئے اس لحاظ سے ناقابلِ یقین ہے کہ ان کا شائع شدہ کام ربع صدی سے زیادہ عرصے پر محیط ہے۔ اور اس میں ان کے ساٹھ رفقائے کار کا کام شامل ہے۔ پروفیسر گپتا کا اصرار ہے کہ اگر ان کے بعد دریافت شدہ حجری ڈھانچے دنیا کے دوسرے حصوں میں پائے جانے والے حجری ڈھانچوں سے قابلِ ذکر حد تک مشابہت رکھتے ہیں تو اس سے ان پر بددیانتی کا الزام نہیں لگنا چاہیئے۔ بلکہ ہونا تو یہ چاہیئے کہ اسکی سائنسی وضاحت پیش کی جائے۔ پھر ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ان کے دریافت شدہ متنازعہ حجری ڈھانچوں میں سے بعض کی تصدیق ایسے ماہرین ارضیات نے بھی کی ہے جو ہمالیہ کے پہاڑوں میں ان کے بعد اور آزادانہ طور پر کام کر رہے تھے۔ پروفیسر گپتا کا کہنا ہے کہ ان کے علم طبقات الارض کے شعبے کا منصوبہ اب یہ ہے کہ ان کے حجری ڈھانچوں کا کیمیائی تجزیہ کیا جائے تاکہ ان کے اور دنیا کے دوسرے حصّوں سے ملنے والے اسی طرح کے ڈھانچوں کے درمیان فرق کا جائزہ لیا جا سکے۔ تاہم جریدے "نیچر" کے اسی شمارے میں چار ان ماہرین طبقات الارض کے مضامین بھی شامل ہیں جنہوں نے پروفیسر گپتا کے ساتھ مل کر مقالے لکھے۔ اور ان میں سے ہر ایک نے یہی خیال پیش کیا ہے کہ پروفیسر گپتا نے شہادت میں ردّوبدل کیا ہے۔ ان میں سے دو ماہرین یعنی اے۔ ڈی۔ آلووالیا اور ایس۔ ڈی بھاٹیہ پنجاب یونیورسٹی میں پروفیسر گپتا کے رفقائے کار ہیں۔ اے۔ ڈی آلووالیا لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر ٹیلنٹ کے بیان کردہ اکثر شبہات کافی حد تک درست ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ ایک موقع پر پروفیسر گپتا نے بلغاریہ سے آئے ہوئے ایک ماہر طبقات الارض کو ایسے حجری ڈھانچے دیئے جو اس چٹان سے ملنے والے ڈھانچوں میں سرے سے موجود ہی نہ تھے۔ جس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ وہاں سے ملے۔ پھر وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ایک حجری ڈھانچہ جو انہوں نے ہمالیہ کے ایک حصّے میں دریافت کیا اور جس کے بارے میں ڈاکٹر گپتا نے اس وقت کہا کہ وہ کوئی زیادہ وقعت نہیں رکھتا چند سال بعد اسی ڈھانچے کا بیان پروفیسر گپتا کے ایک مقالے میں شامل ہوا کہ وہ ہمالیہ کے ایک اور حصّے سے ملا تھا۔ ایس۔ ڈی بھاٹیہ کا خیال ہے کہ جو حجری ڈھانچہ انہیں پروفیسر گپتا نے دیا اور جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ ہمالیہ کے پہاڑوں سے ملا، دراصل امریکہ کے علاقے "اوکلاہوما" سے آیا۔ انہوں نے کہا کہ شکوک صرف انہی کے دل میں نہیں بلکہ ایک امریکی ماہر ارضیات بھی ان کے ہم خیال ہیں۔ فریب کاری ہی کا ایک خیال جیولوجیکل سروے آف انڈیا کے اودے باسی نے بھی پیش کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ اب وہ اس بات پر پشیمان ہیں کہ کیوں انہوں نے تین مقالوں پر پروفیسر گپتا کے ساتھ مل کر کام کیا۔ پھر فرانسیسی جیالوجسٹ فلپ ینوئر نے بھی سنہ ۸۰ء میں پروفیسر گپتا کے ساتھ مل کر اس مچھلی پر ایک مقالہ پیش کیا جس کے بارے میں خیال کیا گیا تھا کہ ہمالیہ کے علاقے میں ملی۔ ایک سال بعد وہی مچھلی بالکل اسی قسم کی مچھلیوں کے مشابہ نکلی جو چین اور شمالی ویت نام میں پائی جاتی ہے۔ اور یہی وہ وقت تھا جب ڈاکٹر ینوئر نے پروفیسر گپتا کے کام کے مستند ہونے کے بارے میں افواہیں سنیں۔ پروفیسر گپتا نے اپنے ساتھیوں پر اتنا بڑا فریب کھیلا ہے یا نہیں یہ الگ بات ہے۔ لیکن ڈاکٹر ینوئر کا کہنا ہے کہ آئندہ وہ کبھی کسی حجری ڈھانچے پر اپنا مقالہ اس وقت تک شائع نہیں کرائیں گے جب تک کہ اس کی تصدیق کسی عجائب گھر سے نہیں ہو جاتی۔

قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں، اپنی حکمتوں، اپنی صداقتوں، اپنی بلاغتوں، اپنے لطائف و نکات، اپنے انوار روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے

کیا الفضل میں آپکو پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی نظر آتی ہے۔ ہمیں ضرور اطلاع دیں، ہم آپکے ممنون ہونگے۔
(مدیر)

یاد رفتگان

خدیجہ ناصرہ صاحبہ

راجہ عبدالحمید صاحب

میرے میاں راجہ عبدالحمید صاحب ۱۰، نومبر ۱۹۸۸ء رات سوا نو بجے اچانک خبریں سنتے ہوئے مولا حقیقی کے پاس چلے گئے۔ آپ حکیم عبداللہ صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ جہلم کے بڑے بیٹے تھے۔ میرے میاں جہلم جماعت کی تحریک جدید و وقفِ جدید کے سیکرٹری تھے۔ سیکرٹری ہونے کے ناطے چندوں کا بہت خیال رہتا تھا۔ بعض دفعہ چندے اپنی تنخواہ سے سارے دے آتے بعد میں جماعت سے وصول کرتے رہتے۔ نماز کی بہت پابندی کرتے تھے۔ نرینہ اولاد نہیں تھی۔ چار بچیاں تھیں۔ لڑکیوں کو نماز کی بہت تلقین کرتے تھے۔ بلکہ حقیقت میں تربیت میں میرے میاں کا بہت حصّہ ہے۔ بچیوں سے بہت نرم سلوک تھا۔ مگر نماز کے بارے بہت سختی کرتے تھے۔ میں نے ۳۰ سال گذارے۔ مگر میں نے نماز میں، دعاؤں میں ہمیشہ پابندی دیکھی۔ جماعت احمدیہ سے بہت لگاؤ تھا۔ جشن صد سالہ کا بہت انتظار تھا۔ اور خوشی سے ذکر کرتے۔ مگر افسوس زندگی نے وفا نہ کی۔ چار پانچ ماہ پہلے ہی اپنے مولا کے پاس چلے گئے۔ گھر میں چلتے پھرتے ہمیشہ زبان پر دعائیں اور کلام محمود کے شعر رہتے۔ اور ہمیں بھی دعاؤں کی تلقین کرتے رہتے۔ ریلوے ملازم تھے۔ دوروں پر جاتے تو آکر بہت خوشی سے بتاتے کہ سفر میں اکیلے وقت مل گیا۔ میں نے اتنی دفعہ درود شریف اور دعائیں پڑھیں۔ اپنے اہل کا خدا تعالےٰ کے حکم کے مطابق خیال رکھا۔ میں کبھی بیمار ہوتی تو میرے لئے تہجد میں بہت دعائیں کرتے۔ صبح کہتے کہ اب تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔ مجھے دعاؤں کا بہت موقعہ ملا۔ میری بڑی لڑکی طاہرہ شاہد عبدالحمید صاحب شوق کی بہو بنی تو بہت خوش تھے کہ میری بچی ایک دیندار اور نیک انسان کی بہو بنی ہے۔

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آخری قسط

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

ذہن کے دریچوں سے خود نمائی

(گزشتہ سے پیوستہ)

اقبال ساجد مرحوم کے ذکر پر ساغر صدیقی مرحوم یاد آگئے۔ ساغر صدیقی کو میں نے کالونی مل ملتان کے سالانہ مشاعرہ میں پہلی بار دیکھا۔ قبلہ سیّد ضمیر جعفری صاحب سمیت ملک کے چوٹی کے شعراء شریک تھے۔ قتیل شفائی، احمد ندیم قاسمی، کلیم عثمانی، طفیل ہوشیارپوری۔ مشاعرہ جوبن پر تھا کہ ساغر صدیقی کا نام پکارا گیا۔ ایک طرف سے ایک نحیف و نزار شاعر اٹھا۔ پاؤں میں لیترے ہلکائے ہوئے بال اُلجھے ہوئے جیسے کسی کنگھی کے نام سے بھی آشنا نہ رہے ہوں، کپڑے میلے کچیلے، سٹیج پر آتے آتے عجیب بے نیازی سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا وہ شخص مائیک کے سامنے آیا اور شعر پڑھا۔

چراغ طور جلاؤ بڑا اندھیرا ہے
نقاب رُخ سے اٹھاؤ بڑا اندھیرا ہے

پنڈال پر سناٹا چھا گیا۔ ایسا دِلسوز ترنم۔ شاعر کی مجذوبانہ ادائیں۔ عجیب عالم تھا۔ اس کے بعد ترنم کے بغیر پڑھنے والے کسی شاعر کی دال نہیں گلی۔ سیّد ضمیر جعفری صاحب نے بھی اپنی مزاحیہ نظم اپنے مخصوص ترنم میں سنائی۔

لکڑی کی نِصف ہٹ میں بسیرا ہے آجکل
فِدوی بشر نہیں ہے بٹیرا ہے آجکل

بعد میں ساغر صدیقی کو اس حال میں بھی دیکھا کہ گرمیوں کی کڑکتی دوپہر میں کمبل لپیٹے، ننگے پاؤں تیز تیز چلے جا رہے ہیں دنیا و مافیہا سے بے نیاز۔ زندگی بھر کسی نے انہیں پوچھا تک نہیں، مرنے کے بعد ان کی قبر پر عرس ہوتا ہے۔

اس کو ناقدریٔ عالم کا صلہ کہتے ہیں
مر گئے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا

۱۹۶۶ء کی بات ہے۔ جوہر آباد گورنمنٹ کالج سے ٹرنک کال آئی۔ میں بھاگا بھاگا قبلہ قاضی صاحب کے دفتر گیا کہ بھلا جوہر آباد گورنمنٹ کالج سے مجھے یاد کرنے والا کون ہے؟ ڈاکٹر سید صفدر حسین؟ مگر وہ تو وہاں سے تبدیل ہو کر اور ترقی پا کر کب کے جا چکے! پروفیسر غلام جیلانی اصغر بھی وہاں کی پرنسپلی سے کب کے فارغ ہو چکے ہیں۔ اسی تذبذب کے عالم میں ہیلو کہا تو جواب آیا پروفیسر حمید احمد خان صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی بات کریں گے انتظار کیجئے۔ زہے نصیب! خان صاحب فون پر تشریف لائے ارشاد فرمایا "میں یہاں کانووکیشن ایڈریس دینے آیا ہوا ہوں آج یہاں سے واپسی پر ربوہ سے گزروں گا، اس لئے کوئی ایک ڈیڑھ بجے کا وقت مرزا صاحب سے ملاقات کا مقرر کر لیں۔ ان سے ان کے والد کی تعزیت بھی کرنی ہے اور انہیں امامت پر فائز ہونے کی مبارکباد بھی دینی ہے۔ میرے ساتھ پروفیسر عبدالحمید عرفانی بھی ہونگے"۔ میں نے اسی وقت پرائیویٹ سیکرٹری سے رابطہ قائم کیا۔ اب پرائیویٹ سیکرٹری انور صاحب، حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اور پروفیسر حمید احمد خان صاحب کے تعلقات سے واقف نہیں تھے۔ حسب طریق سابق کچھ نہ کچھ کرنے لگے۔ "حضور مصروف ہیں"۔ "نماز کا وقت ہے"۔ "ملاقات کیسی؟" وغیرہ میں نے صرف اتنا عرض کیا صاحب اطلاع تو کر دیجئے تاکہ میں آنے والے مہمان کو جوہر آباد سے روانگی سے قبل ہی اطلاع کر دوں۔ مگر دال گلتی نظر نہ آئی تو سیدھا حضور کے خاص نمبر پر ٹیلیفون کر دیا۔ فرمایا "میری طرف سے کہو چشم ما روشن دلِ ما شاد، کھانا میرے ساتھ کھائیں گے اور تم اور چوہدری محمد علی صاحب بھی کھانے میں شامل ہونگے"۔ یہ وقت مقرر کر کے میں نے مکرم چوہدری صاحب کو اطلاع کی اور کوئی پونے ایک بجے سڑک پر پہنچ گیا تاکہ معزز مہمان کا استقبال کر سکوں۔ تشریف لائے تپاک سے موٹر سے اتر کر ملے معانقہ کیا۔ حالانکہ میرا اور ان کا عمر کے علاوہ مرتبہ کا بھی بہت تفاوت تھا۔ ہم حضور کی اقامت گاہ پر پہنچے تو حضور نماز کے لئے تشریف لے جا چکے تھے۔ اور پرائیویٹ سیکرٹری کا سارا دفتر ہمہ رکوع و سجود تھا۔ میں نے حضرت بیگم صاحبہ کو فون پر اطلاع دی۔ ہم سیدھے اوپر ڈرائنگ روم میں چلے گئے۔ حضور نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو سیدھے ڈرائنگ روم میں ہی تشریف لائے۔

آنکھیں کہ جیسے نور کی ندی چڑھی ہوئی
چہرہ کہ جیسے پھول کھلا ہو گلاب کا

خان صاحب سے معانقہ فرمایا۔ خان صاحب جیسے حضور کو دیکھ کر ہکّا بکّا رہ گئے۔ کوئی تین گھنٹے نشست رہی۔ پروفیسر حمید احمد خان صاحب کے بے تکلّفانہ برتاؤ میں بھی ایک واضح احترام آمیز رویّہ کا احساس ہوا۔ نماز عصر کے وقت رخصت ہوئے۔ حضور نیچے موٹر تک رخصت کرنے کے لئے تشریف لائے، روانہ ہوئے تو پروفیسر حمید احمد خان صاحب نے مجھے مخاطب کیا "پروازی! یہ وہ مرزا ناصر احمد تو نہیں ہیں "HE IS NOT THAT MIRZA NASIR AHMAD" میں نے کہا۔ درست فرمایا۔ آپ سے تو ان کی بہت پرانی دوستی ہے۔ ہم نے بھی جو چار سال ان کے شاگرد اور چار سال ان کے رفیق کار رہے یہی محسوس کیا ہے۔ ان کی شخصیت ہی بدل گئی ہے۔ بلند ہو گئی ہے!"۔

مجھے معاً وہ وقت یاد آیا جب بیت المبارک میں امام کا انتخاب ہوا تھا۔ میں، ثاقب زیروی اور چند ایک اور دوست باہر لان میں منتظر بیٹھے تھے کہ کب امام کے نام کا اعلان ہو اور ہم بیعت کریں، اتنے میں لاؤڈ سپیکر کھلا، اور لوگ دیوانہ وار اندر کی طرف لپکے۔ ہم بھی تیزی سے آگے بڑھے۔ بیرونی گیٹ کے اندر گئے تو کچھ کیچڑ سا تھا، اب یاد نہیں کہ ترشح ہوا تھا یا وضو کرنے والوں کی بے احتیاطی یا زیادتی سے پانی رستہ میں جمع ہو گیا تھا۔ لوگ تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے ظاہر ہے بیت المبارک کے اندر بھی یہی عالم ہو گا کہ لوگ نئے امام کی طرف پروانہ وار لپک رہے ہوں گے! کسی کی آواز آئی "حضرت امام کا ارشاد ہے بیٹھ جائیں" مجھے یاد ہے ہم لوگ وہیں بیٹھ گئے تھے، کپڑے خراب ہو گئے تو بلا سے، امام کی اطاعت کا تقاضا تھا کہ لفظاً اور معناً عمل کیا جائے۔ حالانکہ اس وقت تک ہمیں قطعاً علم نہیں تھا کہ کون امام منتخب ہوا ہے۔ جب حضور نے بیعت لینا شروع کی تو اس وقت حضور کی آواز میں ایک عجیب ترفع اور بلندی کا احساس ہوا! اس وقت احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو امامت کے لئے چُنتا ہے کس طرح اس کی شخصیّت کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اس بات کی تصدیق اب پروفیسر حمید احمد خان مرحوم نے کی تھی۔

پروفیسر حمید احمد خان مرحوم، ممتاز ماہر تعلیم تھے۔ اسلامیہ کالج میں انگریزی کے پروفیسر اور صدر شعبہ رہے، پھر پرنسپل ہوئے اور اس کے بعد پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر۔ نہایت مرنجاں مرنج، دوست پرور اور مخلص آدمی تھے۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے ساتھ مدّتوں یونیورسٹی کی اکیڈمک کونسل اور سینٹ میں ساتھ رہا اس لئے جماعت کے ساتھ بھی نہایت مخلصانہ سلوک اور تعلق رہا۔ حالانکہ جماعت احمدیہ کے کٹّر معاند، مولانا ظفر علی خان کے چھوٹے بھائی تھے۔ ایک دفعہ تعلیم الاسلام کالج میں کانووکیشن ایڈریس دینے کے لئے تشریف لائے۔ کانووکیشن کے بعد ہم لوگ انہیں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے ملانے کے لئے لے گئے۔ البشریٰ نئی نئی بنی تھی۔ ہم لوگ حاضر ہوئے۔ غالباً چوہدری محمد علی صاحب نے تعارف کروایا کہ پروفیسر حمید احمد خان، مولانا ظفر علی خان کے چھوٹے بھائی ہیں۔ حضرت میاں صاحب نے اور زیادہ گرمجوشی سے خان صاحب کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "پھر تو ہمارا ان سے دوہرا رشتہ ہے"۔

میرے ساتھ خان صاحب کا خصوصی سلوک تھا۔ بہت مہربانی فرماتے تھے کیونکہ تعلیم الاسلام کالج میں ادبی تقریبات کے ناطے ان سے ملنا جلنا رہتا تھا۔ میرے پی ایچ ڈی کے مقالہ کے ایک ممتحن محمد حسن عسکری مرحوم تھے، اب عسکری صاحب کی علمیّت سے کسے انکار ہے اور میں تو اس بات پر فخر کرتا ہوں کہ مجھے پی ایچ ڈی کی ڈگری

دینے والوں میں عسکری صاحب جیسا عالم بھی شامل تھا۔ عسکری صاحب پر آخری عمر میں تصوّف کا دَورہ پڑا تھا۔ میرے علمی مقالہ کے ایک فِقرہ پر انہیں "زندقہ" کا شبہ ہُوا۔ آپ نے یونیورسٹی کو لکھ دیا کہ "ہر چند کہ مقالہ بہت معیاری اور پی ایچ ڈی کی ڈگری کا مستحق ہے مگر جب تک یہ فقرہ خارج نہ ہوجائے ڈگری جاری نہ کی جائے" — مَیں، کہ اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر لکھنے کے لئے دن گن رہا تھا۔ اس اطلاع پر بہت پریشان ہوا۔ کیونکہ یہ ایک فقرہ خارج کرنے کا مطلب یہ تھا کہ مقالہ یونیورسٹی سے واپس ہو۔ وہ فقرہ خارج کرکے دوبارہ داخل کیا جائے، اتنی ہی فیس دوبارہ جمع ہو اور پھر عسکری صاحب ملاحظہ فرمانے کے بعد یہ حکم دیں کہ اب یہ مقالہ زندقہ کی آلائش سے پاک ہوچکا ہے۔ لہٰذا صاحب مقالہ کو ڈاکٹر بنادیا جائے۔ اس بے ضرر سے کام میں صِرف چھ مہینے صَرف ہونے کا محتاط سا اندازہ تھا۔ مَیں یونیورسٹی کا اطلاعی خط لے کر وائس چانسلر صاحب کے پاس چلا گیا۔ انہیں بھی علم تھا کہ مَیں ڈاکٹر ہونے والا ہوں۔ فرمانے لگے، آئیے ڈاکٹر صاحب کیا حکم ہے؟ آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں"۔ مَیں نے یونیورسٹی کا خط ان کے سامنے رکھ دیا۔ فرمایا بس اتنی سی بات ہے۔ یہ کہہ کر کنٹرولر امتحانات کو طلب فرمایا، رجسٹرار سے قواعد منگوائے۔ استاذی المحترم پروفیسر وقار عظیم سے فون پر درخواست کی کہ وہ ذرا سی دیر کے لئے تشریف لے آئیں۔ کوئی آدھ گھنٹہ کے بعد جب سب کچھ ہوچکا تو حکم دیا کہ مَیں مقالہ واپس لے کر آج ہی اس فقرہ کو قلمزد کردوں، اور پروفیسر وقار عظیمؒ جو میرے رہنما تھے تصدیق کردیں کہ متعلقہ فقرہ قلمزد ہوکر مقالہ سے خارج ہوچکا ہے اور بغیر فیس دیئے وائس چانسلر کی خصوصی اجازت سے مقالہ دوبارہ پیش ہو اور ایک ہفتہ کے اندر اندر ڈگری جاری کردی جائے۔ چنانچہ یہ سب کچھ مکمل کرکے مَیں واپس ربوہ آگیا۔ تیسرے دن پروفیسر حمید احمد خان صاحب کا ذاتی خط ملا کہ آپ کو پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کردی گئی، مبارک ہو۔ اخبار میں بھی اسی دن یونیورسٹی کا نوٹیفکیشن شائع ہوگیا۔ (خدا کا شکر ہے)۔ 'زندقہ' والا فقرہ یہ تھا۔

"خدا، جنّت، فرشتے،
انسان یہ سب زندگی
کا حِصّہ ہے"۔

بعد میں حسن عسکری صاحب سے ملاقات ہوئی تو مَیں نے کہا "مَیں وہی زندیق ہوں"۔ فرمایا "مگر اس فقرہ میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے"۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زُود پشیماں کا پشیماں ہونا

پروفیسر حمید احمد خان صاحب کے ذکر پر مولانا ظفر علی خان کا ذکر بھی ناگزیر ہے۔ ظفر علی خان بابائے صحافت تھے۔ زمیندار اخبار اپنے وقت کا بہت بڑا اخبار تھا۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ مَیں نے زمیندار کے پہلے صفحے پر جماعت احمدیہ کے خلاف بڑی زوردار نظمیں چھپی ہوئی دیکھی ہیں یا ہوسکتا ہے بار بار سُن کر ذہن میں ایسا تأثر پیدا ہورہا ہے جیسی آنکھوں دیکھی بات ہے۔ بہرحال یہ تو مسلّم ہے کہ ظفر علی خان' زبردست شاعر تھے اور ان کا سارا زور جماعت احمدیہ کی مخالفت میں صَرف ہوتا تھا۔ ہر نظم کی تان قادیان پر ٹوٹتی تھی اور لوگ چٹخارہ کی خاطر زمیندار خریدتے تھے۔ خبروں کا تو اس زمانہ میں ویسے ہی رواج کم تھا۔ اخبار کی قدر و قیمت اس کے اداریوں مطائبات اور فکاہات سے جانچی جاتی تھی۔ زمیندار اور انقلاب بڑے پرچے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ مَیں مَری میں تھا۔ دوستوں کے ساتھ مال روڈ پر گھومتے ہوئے کسی دوست نے کہا کہ قریب ہی مولانا ظفر علی خان کسی کاٹیج میں ہیں چلو انہیں ملیں۔ ملنے کے لئے گئے تو عجیب نظارہ دیکھا۔ مولانا کسمپرسی کے عالم میں پڑے تھے۔ قویٰ مضمحل ہوچکے تھے۔ وہ شیر جو گرجتا تھا تو اس کی آواز لاہور سے کلکتہ تک سُنی جاتی تھی۔ اس بے زبانی کے عالم میں تھا کہ دیکھ کر خوف آتا تھا۔ حالت بہت ہی دگرگوں تھی۔ مَیں نے حضرت امام جماعت احمدیہ سے مولانا کی یہ حالت بیان کی۔ حضور کی ہدایت پر ڈاکٹر انہیں دیکھنے کے لئے گئے۔ کچھ دِنوں بعد ہی مولانا کا انتقال ہوگیا۔ ان کے انتقال پر ایسے ایسے زوردار اداریئے اخباروں نے لکھے کہ قلم توڑ دیئے۔

(باقی صفحہ ... پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچّوں کا کالمُ

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ پر ہمیشہ سلامتی نازل کرتا رہے اور آپ کو توفیق دے کہ آپ نہایت اچھی زندگی گزاریں۔ آس پاس کے لوگ آپ سے خوش رہیں اور خدا بھی آپ سے خوش رہے۔

یہ کالم اس دفعہ محترمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہیں۔ چلو کسی بچے نے نہیں لکھا تو بچوں کی امّی نے ہی سہی۔

کالے نشان، سفید نشان

شانی کی عادت ہے جب بھی اس کے ذہن میں کوئی سوال آتا ہے بھاگی بھاگی آتی ہے اور اپنے بھولے سے منہ سے مشکل سا سوال کردیتی ہے۔ سب سوالوں کے جواب مختصر وقت میں نہیں دیئے جاسکتے، مَیں کہہ دیتی ہوں۔ شام کو سونے سے پہلے بتاؤں گی۔ یہ جملہ کہتے ہی مجھے اپنا بچپن یاد آجاتا ہے۔ کچے صحن میں سرِشام ہینڈ پمپ چلا چلا کر پانی چھڑکا جاتا تھا۔ دوپہر کی گرم زمین پر ذرا دِن ڈھلے پانی کے پہلے چھینٹوں سے ٹھنڈک سی پڑتی مگر گرمی میں کمی نہ آتی۔ کافی دیر پانی دینا پڑتا اس کو چھڑکاؤ کہتے تھے پھر کچے صحن میں چارپائیاں ڈال کر بستر لگا دیئے جاتے۔ مٹی کے گھڑوں میں ٹھنڈا پانی ہوتا۔ موتیا کی خوشبو سے صحن مہکا ہوتا اور ہم امی کی چارپائی کے اِرد گِرد بیٹھ کر اپنے بہت سے سوالوں کے جواب سُنتے۔ کہانیاں کہی جاتیں اور پھر دعائیں دہراتے دہراتے نیند آجاتی۔ ہمارے صحن کے عین اوپر کہکشاں تھی۔ شہروں کے رہنے والے ستاروں کی بہار، بڑھتے گھٹتے چاند اور رات کی خنک چاندنی میں نہاتے ہوئے سونے کا لُطف نہیں اُٹھا سکتے۔ ہماری امی جان انہیں ستاروں سے رات کی نماز تہجّد اور فجر کے اوقات کا اندازہ لگا لیتی تھیں۔ مَیں بھی عادتاً بچی کو کہہ دیتی ہوں شام کو بتاؤں گی مگر ہماری شامیں ایسی ہوتی ہیں کہ ٹی وی کے پروگرام میں مگن ہیں اگر بچے کچھ پوچھیں بھی تو ڈانٹ دیا جاتا ہے یا شام کی کوئی تقریب ہے۔ بچے دلچسپی پر ٹی وی دیکھتے دیکھتے صوفوں پر سو جاتے ہیں۔ ہوم ورک کی کاپیاں بکھری رہ جاتی ہیں۔ آج جب شانی نے مجھ سے پوچھا

امی آپ کہہ رہی تھیں لوگوں کے دل کالے ہوگئے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ دل کیسے کالے ہوگئے ہیں؟ آپ کو کیسے پتہ لگا کہ دل کالے ہوگئے ہیں؟ اور دل کالے کیوں ہوتے ہیں؟ شام کو سونے سے پہلے بتاؤں گی۔ یہ وعدہ کرکے مَیں سوچنے لگی اپنی بچی کو اس کے سارے سوالوں کے کیا جواب دوں گی۔

عشاء کی نماز کے بعد مَیں اُسے ساتھ لے کر بیٹھ گئی اور باتیں شروع کیں۔ اگر آپ ایک کاغذ پر ایک دائرہ بنالیں اور اپنے ہاتھ میں ایک کالا مارکر اور ایک سفید مارکر لے لیں اور اس دائرے میں نشان لگائیں۔ اگر کالے نشان زیادہ ہونگے تو دائرہ کالا نظر آئے گا اور اگر سفید نشان لگائیں تو سفید نظر آئے گا اب آپ سوچیں کہ آپ کا دل ہے اگر آپ نیکی کا کام کریں گے تو ایک سفید نشان اس پر لگے اور گندا کام کریں جھوٹ بولیں تو ہر بُرے کام پر ایک کالا نشان لگے۔ تو اچھے آدمی کے دل کا کیا رنگ ہوگا۔ "سفید" شانی جلدی سے بولی اور بُرے آدمی کے دل کا 'کالا سیاہ' اس نے نفرت سے چھوٹی سی ناک سکیڑی۔ اب آپ مجھے بتائیں بچوں کے دل کا رنگ کیسا ہوتا ہوگا۔

"بالکل سفید کیونکہ وہ کوئی غلط کام نہیں کرتے"۔

اگر بچے اتنے صاف سفید پاک دل کے ساتھ ایک جھوٹ بولیں تو وہ اتنا ہی بُرا لگتا ہے۔ جیسے سفید لباس پر ایک کالا دھبہ۔ پھر آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ اللہ پاک نور ہی نور ہیں ان کو صرف صاف ستھرے دل والے لوگ پسند آتے ہیں۔ اگر ذرا سا بھی گند ہو تو اللہ پاک کو اچھا نہیں لگتا۔

شانی بولی۔ یہ بات مَیں اچھی طرح سمجھ گئی مگر آپ کو کس طرح پتہ لگا کہ آجکل لوگوں کے دل کالے ہوگئے ہیں؟ اس کا جواب دینے کے لئے مَیں نے تکیے کے نیچے سے کتاب نکالی اور حضرت بانیٔ سلسلہ کا اقتباس آہستہ آہستہ پڑھ کر سُنایا۔

"برکات اور فیوضِ الٰہی کے حصول کے واسطے دل کی صفائی کی بھی بہت ضرورت ہے۔ جب تک دل صاف نہ ہو کچھ نہیں چاہیئے کہ جب اللہ تعالیٰ دل پر نظر ڈالے تو اس کے کسی حصہ یا کسی گوشہ میں کوئی شعبہ نفاق

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۷۱۱۵ :- میں شاہدہ مبارک زوجہ مبارک احمد شاہد قوم بھٹی پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸۹-۲-۱۷ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیورات وزنی ایک تولہ مالیتی -/۳۲۰۰ روپے (۲) حق مہر بذمہ خاوند محترم -/۵۰۰۰ روپے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ۔ شاہدہ مبارک زوجہ مبارک احمد شاہد۔ مکان ۱۰۷۷ / ۱-۱۰/۴ اسلام آباد گواہ شد نمبر۱۔ مبارک احمد شاہد خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ عبدالستار علیم کوارٹر 8/4-G/6-15-E اسلام آباد۔

مسل نمبر ۲۷۱۱۶ :- میں امتہ النور کوثر بنت ڈاکٹر بشیر احمد صاحب قوم افغان پیشہ طالب علم عمر ۱۷½ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 224 گلی ۲۱ E/7 اسلام آباد بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۸۹-۳-۱۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ زیورات طلائی ۱۲ تولہ مالیتی -/۳۶۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰ روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامتہ۔ امتہ النور کوثر بنت ڈاکٹر بشیر احمد 224 گلی ۲۱ E-7 اسلام آباد۔ گواہ شد نمبر۱۔ بشیر احمد وصیت نمبر ۱۴۹۲۵۔ گواہ شد نمبر۲ سید کرنل خیر البشر۔ وصیت نمبر ۱۸۱۰۷۔

بقیہ: کلمہ طیّبہ

کے افراد نے "کلمہ طیّبہ مٹانے کا اعزاز" حاصل کرلیا۔

دارالنصر شرقی میں "مہم سر کرتے" کے بعد پولیس پارٹی جناب چوہدری منیر احمد صاحب انچارج چوکی پولیس ربوہ کی قیادت میں جامعہ احمدیہ کے بالمقابل واقع راجہ مارکیٹ کی طرف روانہ ہوئی۔ راجہ مارکیٹ میں واقع دکان نوید شاپنگ سنٹر کے ماتھے پر کلمہ طیّبہ لکھا ہوا تھا جو محبّت عقیدت اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے پاک رسول خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار اور عشق کے اظہار کے طور پر بڑے خوبصورت انداز میں جلی حروف میں تحریر تھا پولیس کی آمد اور ان کی تشریف آوری کے مقصد کی اطلاع ملنے پر وہاں پر بھی بہت بڑی تعداد میں بچے بوڑھے اور جوان اکٹھے ہوچکے تھے۔ وہاں پر بھی ان احباب کی بار بار کی التجاؤں اور اللہ کے حضور آہ وزاری کو درخور اعتنا نہ سمجھتے ہوئے پولیس کے افراد نے کلمہ طیّبہ پر چونا پھیر دیا۔ اس دوران سینکڑوں افراد کا مجمع خدا تعالیٰ کے حضور گریہ کناں دعاؤں اور آہ وزاری میں مشغول رہا۔

کلمہ طیبہ مٹانے کے اس عظیم "پولیس کارنامے" کے سلسلے میں نظارت امور عامہ نے رات کو ہی صوبائی سیکرٹریٹ کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا تھا۔ ان اعلیٰ صوبائی حکّام نے نظارت امور عامہ کے نمائندہ کو ٹیلی فون پر یقین دہانی کرائی کہ ایسا کوئی حکم جاری نہیں کیا گیا۔ انہوں نے مزید یہ بھی واضح کیا کہ ایسی کوئی ہدایت قانونی طور پر جاری نہیں کی جاسکتی۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کریں اور بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ان حکّام اور پولیس کو ہدایت بخشے کہ وہ احمدیت دشمنی میں ایسے کام نہ کریں جو خدائے بزرگ و برتر اور اس کے پاک رسول خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مترادف ہوں۔

(ناظر امور عامہ)

چندہ وقفِ جدید اطفال الاحمدیہ

کیا آپ نے اپنا چندہ وقف جدید ادا کردیا ہے۔ وقف جدید کے سال کے ختم ہونے میں صرف دو ماہ باقی ہیں۔ آپ جلد از جلد اپنا چندہ وقف جدید ادا کریں اور حضور ایدہ اللہ الرابع کے ارشاد کے مطابق اپنے لئے بچپن سے ہی برکات کے حصول کے سامان پیدا کریں۔

(سیکرٹری وقف جدید اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

بقیہ: یادِ رفتگان

احباب جماعت سے میری عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری بچیوں کا حافظ و ناصر ہو۔ میری چوتھی بچی ذہنی معذور ہے۔ خود دعا کی محتاج ہے۔ جس کا میرے ذہن پر بہت اثر ہے۔ میں بلڈ پریشر کی مریض ہوں اور دعاؤں کی مستحق ہوں۔ خدا تعالیٰ میرے میاں کے درجات بلند فرمائے۔

بقیہ: بچوں کا کالم

کا نہ ہو۔ جب یہ حالت ہو تو پھر الٰہی نظر کے ساتھ تجلّیات آتی ہیں اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے ایسا وفادار اور صادق ہونا چاہیئے جیسے ابراہیمؑ نے اپنا صِدق دکھایا یا جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نمونہ دکھایا۔ جب انسان اس نمونہ پر قدم مارتا ہے تو وہ بابرکت آدمی ہو جاتا ہے۔ پھر دنیا کی زندگی میں کوئی ذِلّت نہیں اٹھاتا اور نہ تنگیٔ رزق کی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے۔ بلکہ اس پر خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اور مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کو لعنتی زندگی سے ہلاک نہیں کرتا بلکہ اس کا خاتمہ بالخیر کرتا ہے مختصر یہ کہ جو خدا تعالیٰ سے سچّا اور کامل تعلق رکھتا ہو تو خدا تعالیٰ اس کی ساری مرادیں پوری کر دیتا ہے اسے نامراد نہیں رکھتا"

(الحکم جلد ۸ نمبر ۸ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۴ء)

اب آجکل کے حالات اور واقعات دیکھو، روز اخبار کیا بتاتے ہیں۔ بس یہی سب کچھ پڑھ سُن کر مجھے ایسے لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی برکت نہیں رہی لوگوں کے دل سیاہ ہو گئے ہیں، "مگر اس کا کوئی علاج تو ہوتا ہوگا" ثنائی نے ایک سوال اور داغ دیا۔

علاج بھی تو حضرت اقدس کی کتاب ہی سے جو مَیں نے پڑھ کر سُنایا ہے اسی میں موجود ہے، جو بھی کام کریں یہ سوچ لیں کہ اس سے دل پر کالا نشان لگے گا یا سفید، پھر ہمیں حضرت اقدس نے یہ بھی سمجھایا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ اپنے سامنے رکھیں۔ اب صبح سکول جانا ہے درود شریف پڑھ کر سو جائیے۔ اور باقی سوال کل۔ اگر اللہ نے چاہا،

امتہ الباری ناصر

جوشاندہ کے اجزاء مؤثرہ کا بہترین مرکب

شربت صدر

اوریجنل

نزلہ وزکام کھانسی گلے کی خراش کا شافی علاج

قیمت -/۸

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ)

گولبازار ربوہ

فون ۶۳۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

• ایم کیو ایم کے سربراہ مسٹر الطاف حسین نے اپنی قوم کو خبردار کیا ہے کہ وہ مزید قربانیاں دینے کے لئے تیار رہیں۔ انہوں نے صدر غلام اسحٰق خان سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ ہنگامی بنیادوں پر ان کی قوم کے افراد کی حفاظت کا انتظام کریں۔

• تحریک عدم اعتماد کے نتیجے میں جہانیاں میں ہونے والا صوبائی اسمبلی کا ضمنی انتخاب سیاستدانوں کے ذہنوں سے محو ہو گیا۔

• وزیر اعظم محترمہ بینظیر بھٹو نے منگل کی صبح ایوان صدر اسلام آباد میں صدر غلام اسحٰق خان سے ملاقات کی اس ملاقات میں عدم اعتماد کی تحریک پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر اور باہر امن و امان کا مسئلہ و دیگر امور پر بات چیت کی گئی۔

• غلام مصطفیٰ کھر نے نصر اللہ، فضل الرحمٰن نورانی، ولی خان اور جماعت اسلامی سے اپیل کی کہ وہ ملکی مفادات کو ترجیح دیں۔ اور جمہوری عمل کے مخالف عناصر سے گمراہ نہ ہوں۔

• مری میں اپوزیشن کی مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نصر اللہ خان نے کہا کہ اگر تحریک ناکام ہوئی تو جلد دوبارہ تحریک پیش کریں گے

• برطانوی اخبارات نے خیال ظاہر کیا ہے کہ تحریک عدم اعتماد ناکام ہو جائے گی اور تحریک کے بعد صدر اور وزیر اعظم کا تنازعہ شدت پکڑ جائے گا۔

غیر ملکی خبریں

• صدر گورباچوف اور صدر بش کے درمیان ۲، اور ۳، دسمبر کو ایک غیر رسمی ملاقات ہونے والی ہے۔ یہ ملاقات بحیرۂ روم میں امریکی اور سوویت بحریہ کے جہازوں پر ہو گی۔ دونوں سربراہوں کے درمیان باضابطہ ملاقات آئندہ سال مئی یا جون میں امریکہ میں ہونے والی ہے جس میں تخفیف اسلحہ پر غور کیا جائے گا اور دسمبر کی ملاقات سے یہ طے شدہ پروگرام متاثر نہیں ہو گا۔ صدر بش نے دسمبر میں ملاقات کی تجویز صدر گورباچوف سے بہتر واقفیت کا موقعہ حاصل کرنے کے لئے پیش کی تھی۔ ملاقات کا کوئی ایجنڈا نہیں ہے نہ ہی مسٹر بش کسی اہم موضوع کسی معاہدے کی توقع کر رہے ہیں۔ تاہم اس ملاقات میں یہ امر زیر غور ضرور آئے گا کہ صدر گورباچوف کی اقتصادی اصلاحات کے پروگرام میں امریکی حکومت کس حد تک اعانت کر سکتی ہے۔ صدر بش نے بتایا کہ انکے حلیفوں نے جلد تاریخ مقرر کرنے کے لئے ان پر دباؤ ڈالا تھا نیز مشرقی یورپ میں تیزی سے رونما ہونے والی تبدیلیاں بھی اس کی وجہ ہیں۔

★ ★

بقیہ: ذہن کے دریچوں سے

مگر آخری دن جس کسمپرسی کے عالم میں مولانا نے بسر کئے اس پر کسی نے کچھ نہیں لکھا۔ عبرت کا جو منظر میں نے مولانا کے ہاں مری میں دیکھا وہ اس کے بعد سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے ہاں دیکھنے میں آیا۔ ملتان میں شاہ صاحب کے ہاں حاضری کا پہلا اور آخری موقعہ وہی تھا۔ زبان گنگ، آنکھوں میں بے بسی تھی اور جسم میں اضمحلال بہت نمایاں تھا۔ اس سے پہلے میں چنیوٹ میں شاہ صاحب کے زورِ خطابت کا رنگ دیکھ چکا تھا۔ اس وقت شاہ صاحب کی بے زبانی دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔ فانی نے کیا بات کہی ہے۔

سُنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے
کفن سرکاؤ۔ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

شاہ صاحب کے انتقال پر بھی بے اندازہ ماتم ہوا۔ خاص نمبر شائع ہوئے مگر شاہ صاحب ان تمام چیزوں سے بے نیاز ہو چکے تھے۔ اب بھی ایک کچی قبر اس کی گواہ ہے!۔ ہم مُردہ پرست قوم ہیں! اور جب قومیں مُردہ پرست ہو جائیں تو ان کی اصلاح کے لئے آسمان سے کوئی اُترے تو اُترے، زمین کے لوگ ان کا کچھ نہیں کر سکتے!۔

مری کا ذکر ہے۔ ایک بار میں اور عطاء الکریم مری کی مال روڈ پر بالترتیب سیر اور تربیت میں مصروف تھے کہ مجھے خیال آیا کبھی جماعت لاہور کے امیر سے بھی تو ملنا چاہیئے۔ چنانچہ ہم دونوں مولوی صدر الدین صاحب کے مکان پر پہنچے۔ حضرت نے خود ہی دروازہ کھولا۔ ہم نے تعارف کروایا اور عرض کیا کہ محض اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے رفقاء میں سے ہیں۔ آپ حضور کے خلق کا کوئی واقعہ ہمیں سُنائیں۔ مولوی صاحب موصوف نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی مہمان نوازی اور مسافر پروری کے ایمان افروز واقعات سُنائے۔ اس مبارک کام پر آپ کا پون گھنٹہ صرف ہوا۔ مولوی صاحب ازراہ مسافر نوازی سارا وقت دروازے پر کھڑے رہے ہمیں بیٹھنے کے لئے کہا نہ خود تشریف فرما ہوئے۔ پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ!۔ مولوی صدر الدین صاحب سے اس ملاقات کے بعد بڑی خواہش رہی کہ لاہور میں حاضر ہو کر احمدیہ بلڈنگس کے تاریخی مقامات کی سیر کروں مگر مکروہاتِ زندگی نے فرصت نہیں دی۔ اب تو سُنا ہے وہ بلڈنگس بھی حبالہ غیر میں چلی گئی ہیں۔ اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر۔

اعلان گمشدگی

ہسپتال سے کالج جاتے ہوئے صبح کے وقت ایک عدد زنانہ گھڑی OMAX گم ہو گئی ہے۔ جن صاحب کو ملے وہ ازراہ کرم دفتر الفضل میں پہنچا دیں

سرزمین قادیان کا اوّلین
مشہور دواخانہ
۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت
گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی
۷۳۸۴۴، ۹۰۶، ــ، ۳۱۰۲۶، ــ

ضرورت ہے

ہمارے دواخانہ کی ربوہ برانچ کے زنانہ حصہ کیلئے ایک لیڈی ورکر کی ضرورت ہے۔ تعلیم کا معیار ایف اے سے کم نہ ہو۔ ۶، ۷، نومبر ۱۹۸۹ء کی تاریخوں میں ۴ بجے شام کے بعد بالمشافہ ملیں۔

مینجر: **دواخانہ حکیم نظام جان**
اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ ربوہ فون ۵۵۸

تقریبات کی وڈیو فلم کیلئے
انس مارکیٹ
شالیمار ٹی وی سنٹر ربوہ
ٹیلیوژن VCR ریپئرنگ کیلئے ڈپلومہ ہولڈر ٹیکنیشن کے تجربہ سے فائدہ اٹھائیں
المشتہر: قمر احمد، مظفر احمد نجم صرف وسیع النظر احباب تشریف لائیں